جب رن میں حسین اصغر بے شیر کو لائے
لخت جگر بانوئے دلگیر کو لائے
جلادوں میں اس صاحب توقیر کو لائے
هاتھوں په دهرے چاند سي تصویر کو لائے

غُل پڑ گیا دیکھو شهِ والا کے پسر کو
خورشید نے هاتھوں په اُٹھایا هے قمر کو

اعداء کو دکھاتے هے منه اس کا شه خوشخو
میدان میں تجلي هے مه ومهر کي هر سو
جاري هے هر اك صاحب اولاد کے آنسو
کھولے هیں دهن مثل صدف اصغر مه رو

پیاسا هے پسر اشکوں سے منه دهوتے هیں شبیر
بچے کے طرف تکتے هے اور روتے هیں شبیر

شبیر نے اُس چاند کو هاتھوں په اٹھایا
چلے سے کماندار نے وان تیر ملایا
خم هو کے اسے مثل کمان شه نے بچایا
مانند اجل ناوك ظلم وستم آیا

شبیر چُھپاتے رهے نازوں کے پلے کو
بازوں په لگا توڑ کے ننھے سے گلے کو

مچھلی سا جو ھاتھوں پہ تڑپتا تھا وہ بے شیر
بے تاب تھے بچے کو لئے حضرۃ شبیر
جب خوں نہ ھوا بند گلے سے کسی تدبیر
چلو سے لگے پھینکنے سوئے فلک پیر

اس خون کو ملک لیگئے افلاک کے اوپر
لکھا ھے کہ قطرہ نہ گرا خاک کے اوپر

جب تیر کو معصوم کی گردن سے نکالا
دنیا سے سفر کر گیا وہ ھنسلیوں والا
چلا کے عجب درد سے روئے شہ والا
نزدیک تھا ھو جائے کلیجہ تہ و بالا

غُل تھا کہ اب امۃ کا نگھبان علی ھے
فریاد کو زھراء طرف عرش چلی ھے

شہ لاش کو ھاتھوں پہ اٹھا کر یہ پکارے
اے بار خدا خلق سے اصغر بھی سدھارے
صد شکر کہ تونے میرے سب کام سنوارے
کچھ اور پئے نذر نہ تھا پاس ھمارے

یہ ھے پسر صاحب معراج کا ھدیہ
مقبول ھو اس بندۂ محتاج کا ھدیہ

فرمایا کہ اے خاک امانة سے خبردار
بانوئے دل افگار کي دولة سے خبردار
لخت جگر شاہ ولایة سے خبردار
اس بندہء بیکس کي بضاعة سے خبردار

یہ گوھر نایاب ھے پاکیزہ صدف کا
سونپا ھے تجھے میں نے نگیں در نجف کا

مُڑکے شہ والا نے جو دیکھا تو یہ دیکھا
اک حشر مزار علي اصغر پہ ھے برپا
سر کھولے ھوئے پیٹتي ھے دختر زھراء
کھتي ھے سکینة میرے بھیا میرے بھیا

بانوئے حزیں چاک گریبان کئے ھیں
چھاتي کے تلے ننھي سي تربة کو لئے ھیں

چلاتي ھے اصغر مجھے آواز سناؤ
تربة میں اندھیرا ھے میري گود میں آؤ
قربان گئي ننھے سے ھاتھوں کو اٹھاؤ
مرجائیگي ماں خاک سے منھ کو نہ چھپاؤ

تھا میں نے توسط شہ لولاک کو سونپا
شبیر نے حالانکے تمھیں خاک کو سونپا